حسنین شریفینؑ کا رسول اللہ ﷺ سے انتساب
مفسرین کی نظر میں

سید رمیز الحسن موسوی*
Srhm2000@yahoo.com

کلیدی کلمات: حسنین شریفین، رسول اللہ، ذریت، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، ، مفسرین۔

خلاصہ

دین اسلام میں اُسوہ اور نمونۂ عمل شخصیات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کے مطابق اسلام کی سب سے بڑی نمونۂ عمل ہستی خود رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کی عملی سیرت اور نص کے مطابق کچھ دوسری دیگر ذوات مقدسہ بھی اُمت کے لئے اُسوہ اور نمونہ ہیں جن کی اتباع ضروری اور در حقیقت آپؐ ہی کی اتباع ہے۔ ان ہستیوں میں دو ہستیاں جناب حسنین شریفین علیہما السلام ہیں۔ بعض محققین اور شیعہ و اہل سنّت مفسرین جناب حسنین شریفین علیہما السلام کو رسولخدا ﷺ کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔
اس مقالہ میں اس امر کا جائزہ لیا گیا ہے کہ آیا جناب حسنین شریفین کو رسول اللہ ﷺ کی اولاد اور بیٹے قرار دینا ایک شرعی حقیقت ہے یا یہ محض ایک عرفی نسبت ہے؟ اس مقالے میں اسی موضوع پر بعض شیعہ اور اہل تسنن مفسرین کے اقوال اور استدلالات کو پیش اور اُس پر نقد و تبصرہ کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جناب حسنین شریفین کی رسول اکرم ﷺ کی طرف بیٹے ہونے کی نسبت، شرعی حقیقت اور شرعی حیثیت رکھتی ہے۔

---

*۔ معاون مدیر مجلّہ نور معرفت، معروف محقق؛ ڈائریکٹر نور الہدی مرکز تحقیقات، بارہ کہو، اسلام آباد

تمہید

دین اسلام میں اُسوہ شخصیات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جس کی سب سے بڑی وجہ ان ہستیوں کا پوری اُمت کے لئے نمونہ عمل ہونا ہے، انہی کو دیکھ کر دوسرے لوگ دین سیکھتے ہیں اور دین پر عمل کرتے ہیں۔ اسلام میں سب سے بڑی اُسوہ شخصیت خود نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدس ہے، جن کو اُسوہ اور نمونہ خود قرآن مجید نے قرار دیا ہے: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا" (i) یعنی ؛در حقیقت تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) میں نہایت ہی حسین نمونہَ (حیات) ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ (سے ملنے) کی اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

اسی لئے آپ ﷺ کا ہر قول و فعل پوری اُمت کے لئے حجت ہے، جس پر عمل کرنا سب مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ آپ ﷺ کے بعد بھی خود آنخضرت ﷺ کی عملی اور لسانی نص کے ذریعے کچھ شخصیات اُمت کے لئے اُسوہ اور نمونہ قرار پاتی ہیں جن کی اتباع در حقیقت آپ ﷺ ہی کی اتباع ہے اور جن کی پیروی در حقیقت دین اسلام کی پیروی ہے۔ انہی شخصیات میں آپ ﷺ کے دو نواسے جناب حسنین شریفین علیہما السلام ہیں۔ جنہیں بعض قرآنی آیات کے مطابق آپ ﷺ کا فرزند ہونے کا شرف حاصل ہے اور ایسے فضائل و مناقب حاصل ہیں جو ایک اُسوہ اور نمونہ شخصیت میں ضروری ہیں۔ اس مقالے میں بعض قرآنی آیات کے ذیل میں جناب امام حسن مجتبیٰ و امام حسین سید الشہداء علیہما السلام کے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انتساب اور ان دونوں شہزادوں کی دینی شخصیت اور مقام و منزلت کے حوالے سے بعض مفسرین قرآن کے استدلال و نظریات پیش کیئے جائیں گے۔ ان مفسرین نے فریقین کے اُنہی آراء کو انتخاب کیا گیا ہے جو مسلکی اور گروہی تعصب سے خالی ہیں اور جو قرآنی آیات کی مستند اور متفق علیہ تفسیر پیش کرنے میں تمام دینی منابع پر نظر اور تفسیری روایات اور احادیث کے سلسلے میں مکمل دسترس اور مہارت رکھتے ہیں۔ ان مفسرین نے جناب حسنین شریفین علیہما السلام کے بارے میں بہت سے عناوین کے تحت بحث کی ہے۔ یہاں فقط ان دونوں ہستیوں کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انتساب کو پیش کیا جا رہا ہے۔

حسنین شریفینؑ کا نسب

علماء اور مفسرین نے قرآن کریم کی درج ذیل آیات کے ضمن میں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے نسب شریف کے بارے میں بحث کی ہے اور آپؑ کے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی تاکید کی ہے۔

1. فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (ii) یعنی: "پس آپ کے پاس علم آجانے کے بعد جو شخص عیسیٰ (علیہ السلام) کے معاملے میں آپ سے جھگڑا کرے تو آپ فرما دیں کہ آجاؤ ہم (مل کر) اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی (ایک جگہ پر) بلا لیتے ہیں، پھر ہم مباہلہ (یعنی گڑگڑا کر دعا) کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں۔"
2. وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ iii یعنی: "اور ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق اور یعقوب عطا کئے، ہم نے (ان) سب کو ہدایت سے نوازا، اور ہم نے (ان سے) پہلے نوح کو ہدایت سے نوازا تھا اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو، اور ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس (کو بھی ہدایت بخشی)۔ یہ سب نیکو کار لوگ تھے۔ اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط (کو بھی ہدایت سے شرف یاب فرمایا) اور ہم نے ان سب کو (اپنے زمانے کے) تمام جہان والوں پر فضیلت بخشی اور ان کے آباؤ (و اجداد) اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بھی (بعض کو ایسی فضیلت عطا فرمائی) اور ہم نے انہیں چن لیا تھا اور انہیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرما دی تھی۔"
3. مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

یعنی: "محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔"

جن مفسرین نے ان آیات کے ضمن میں یہ بحث کی ہے، اُن میں سے چند یہ ہیں:

1) ابی الفداء الحافظ ابن کثیر الدمشقی متوفی ۷۷۴ ھ

ابن کثیر، اپنی کتاب "تفسیر القرآن العظیم" میں سورۂ انعام کی آیت ۸۶ کے ذیل میں امام حسن بن علی علیہ السلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں: وَفِي ذِكْرِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ أَوْ نُوحٍ، عَلَى الْقَوْلِ الْآخَرِ، دَلَالَةٌ عَلَى دُخُولِ وَلَدِ البنات في ذرية الرجل، لِأَنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا يُنْسَبُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، بِأُمِّهِ مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، فَإِنَّهُ لَا أَبَ لَهُ. قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يَحْيَى الْعَسْكَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَابِسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ، ... ويدخل بنو البنات فيهم أَيْضًا، لِمَا ثَبَتَ فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم قال لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: "إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ" (iv) فَسَمَّاهُ ابْنًا، فَدَلَّ عَلَى دُخُولِهِ فِي الْأَبْنَاءِ۔ (v)

یعنی: "اس لئے عیسی علیہ السلام کو ذریت ابراہیم علیہ السلام یا نوح علیہ السلام کے سلسلے میں لایا گیا ہے۔ گویا انہیں بھی ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں کہا گیا ہے۔ اس دلیل کی بناپر کہ بیٹی کی اولاد بھی آدمی کی نسل ہی میں سے سمجھی جاتی ہے۔ اب اگر عیسیٰ علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام سے کوئی تعلق ہے تو صرف اس بناپر کہ ان کی ماں حضرت مریم علیہا السلام، ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ تو تھے ہی نہیں۔ کہتے ہیں کہ حجاج نے یحییٰ بن یعمر سے کہا کہ میں نے سنا ہے تم کہتے ہو کہ حسنؑ و حسینؑ ذریت نبی میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ علیؑ اور ابوطالب کی ذریت سے ہیں اور پھر یہ بھی دعوی بھی کرتے ہو کہ اس کا ثبوت قرآن سے ہے۔ میں نے قرآن کو اول سے آخر تک پڑھا ہے کہیں اس کو نہ پایا۔ تو ابن یعمر نے کہا کیا تم نے سورۂ انعام میں نہیں پڑھا کہ "وَمِن ذُرِّيته داود وسليمان" حتیٰ کہ وہ یحییٰ اور عیسیٰ تک پڑھتے چلے گئے۔ کہا کہ ہاں پڑھا ہے۔ کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ذریت ابراہیم علیہ السلام میں بتایا گیا ہے حالانکہ وہ باپ نہیں رکھتے تھے صرف بیٹی کے تعلق سے ذریت میں قرار دیا گیا ہے تو پھر بیٹی کے تعلق سے حسن و حسین علیہم السلام ذریت نبی ﷺ میں کیوں نہ ہوں؟ حجاج نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔

اسی لئے جب کوئی آدمی اپنی میراث کو ذریت کے نام پر وصیت کرتا ہے اور وقف یا ہبہ کرتا ہے تو اس ذریت میں اولاد بنات بھی داخل سمجھی جاتی ہے۔ لیکن جب وہ بیٹوں کے نام دیتا یا ہبہ کرتا ہے تو خاص صلبی بیٹے ہی مستحق ہوتے ہیں یا پوتے۔ اور دوسروں نے تو کہا ہے اس میں اولاد بنات بھی داخل ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ رسول الل ﷺ نے حسن بن علیؑ کے بارے میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا اور جنگ کا فتنہ ختم ہو جائے گا چنانچہ حسنؑ کو ابن کے لفظ سے تعبیر کیا جو دلالت کرتا ہے کہ وہ اولاد میں داخل سمجھے جا سکتے ہیں۔"

2) حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

جلال الدین سیوطی "الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور" کی جلد ۳ میں سورۂ انعام کی آیت ۸۴ کے ذیل میں یہ احادیث نقل کرتے ہیں: أخرج ابن أبي حَاتِم عَن أبي حَرْب بن أبي الْأسود قَالَ: أرسل الْحجَّاج إِلَى يحيى بن يعمر فَقَالَ: بَلغنِي أَنَّك تزْعم أَن الْحسن وَالْحُسَيْن من ذُرِّيَّة النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تجدهُ فِي كتاب الله وَقد قرأته من أَوله إِلَى آخِره فَلم أَجِدهُ. قَالَ: أَلَسْت تقْرَأ سُورَة الْأَنْعَام {وَمن ذُرِّيَّته دَاوُد وَسليمَان} حَتَّى بلغ {وَيحيى وَعِيسَى} قَالَ: أَلَيْسَ عِيسَى من ذُرِّيَّة إِبْرَاهِيم وَلَيْسَ لَهُ أَب قَالَ: صدقت

وَأخرج أَبُو الشَّيْخ وَالْحَاكِم وَالْبَيْهَقِيّ عَن عبد الْملك بن عُمَيْر قَالَ: دخل يحيى بن يعمر على الْحجَّاج فَذكر الْحُسَيْن فَقَالَ الْحجَّاج: لم يكن من ذُرِّيَّة النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: فَقَالَ يحيى: كذبت. فَقَالَ: لتأتيني على مَا قلت بِبَيِّنَة. فتلا {وَمن ذُرِّيَّته دَاوُد وَسليمَان} إِلَى قَوْله {وَعِيسَى وإلياس} فَأخْبر تَعَالَى أَن عِيسَى من ذُرِّيَّة إِبْرَاهِيم بِأُمِّهِ. قَالَ: صدقت "

یعنی: "امام ابن ابی حاتم نے ابو الحرب بن ابوالاسودؒ سے روایت کیا کہ حجاج نے یحییٰ بن یعمر کی طرف لکھ بھیجا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حسن اور حسین (رض) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد میں سے ہیں اور تو اس کو اللہ کی کتاب میں پاتا ہے۔ اور میں نے اس کو اول سے لے کر آخر تک پڑھا ہے۔ مگر میں نے اس کو نہیں پایا۔ تو یحییٰ بن یعمر نے کہا: کیا تو نے سورۂ انعام نہیں پڑھی لفظ آیت ومن ذریتہ داؤد وسلیمن سے لے کر لفظ آیت ویحییٰ و عیسیٰ تک اور فرمایا کیا عیسیٰ ابراہیم کی اولاد میں سے نہیں ہیں حالانکہ وہ ان کے باپ نہیں ہیں؟ حجاج نے کہا تو نے سچ کہا ہے۔

امام ابو الشیخ، حاکم اور بیہقی نے عبد المالک بن عمیرؒ سے روایت کیا کہ یحییٰ بن یعمر حجاج کے پاس آئے حسینؓ کا ذکر کیا یا تو حجاج نے کہا وہ نبی (ﷺ) کی اولاد میں سے نہیں ہے۔ یحییٰ نے فرمایا تو نے جھوٹ کہا ہے حجاج نے کہا میرے پاس اس بات کے گواہ لاؤ جو

آپ نے بات کہی ہے تو انہوں نے یہ آیت پڑھی لفظ آیت ''ومن ذریتہ داؤد وسلیمن ''سے لے کر لفظ آیت ''و عیسیٰ والیاس'' تک کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں اس کی ماں کی طرف سے حجاج نے کہا آپ نے سچ کہا۔" (vi)

3) سید علی اکبر قرشی متولد ۱۳۰۷ شمسی

تفسیر احسن الحدیث کے مؤلف سید علی اکبر قرشی، سورۂ انعام کی آیت ۸۶ کے ذیل میں نکات کے عنوان سے لکھتے ہیں: '' ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں میں شمار کیا گیا ہے حالانکہ وہ حضرت ابراہیم کی دختر کے بیٹے ہیں، اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ دختر زادے بھی انسان کے فرزند شمار ہوتے ہیں۔ بنی اُمیہ اور بنی عباس اس بات پر پریشان تھے کہ حضرت امام حسن، امام حسین اور ائمہ علیہم السلام کو رسول اللہ ﷺ کے فرزند کہا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ کہتے تھے چونکہ وہ آنحضرت ﷺ کی بیٹی کے بیٹے ہیں لہٰذا اُنھیں ''ابن رسول اللہ'' نہیں کہا جاسکتا اور یہ اس وقت صحیح تھا کہ جب وہ آنحضرت ﷺ کے (صلبی) بیٹے ہوتے، لیکن یہ آیہ شریفہ ان کی اس بات کو رد کرتی ہے۔

تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ حجاج بن یوسف نے یحییٰ بن معمر کے پیچھے ایک مامور بھیجا، جب یحییٰ آیا تو حجاج نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ تم کہتے ہو حسن و حسین (علیہما السلام) پیغمبر ﷺ کے بیٹے ہیں کیا تم یہ بات قرآن سے ثابت کرسکتے ہو؟ میں نے تو قرآن کو اول سے آخر تک پڑھا ہے، اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے! یحییٰ نے کہا: کیا تم نے سورۂ انعام میں نہیں پڑھا: '' وَمِن ذُرِّيَّتِهِ داوُدَ وَ سُلَيمانَ ... وَ يَحييٰ وَ عِيسيٰ'' ! کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزندان میں سے نہیں تھے حالانکہ اُن کوئی باپ نہیں تھا۔ حجاج نے کہا: تم نے درست کہا ہے۔ جی ہاں! بنی اُمیہ اور بنی عباس، (اہل بیت اطہارؑ) کی شخصیت کو دبانے کی فکر میں رہتے تھے تاکہ اُنہیں (سیاسی) منظر سے ہٹا سکیں لیکن وہ خود ہی ذلیل و رسوا ہوگئے۔ یہ مسئلہ (علامہ امینیؒ کی کتاب) ''الغدیر'' میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ (vii)

4) محمد بن حسن المعروف شیخ طوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ

شیخ طوسیؒ، التبیان فی تفسیر القرآن میں سورہ انعام کی آیت ۸۵ کے ذیل میں لکھتے ہیں: '' ثم قال ''وإسماعيل واليسع ويونس ولوطا''فعطفهم على قوله ''ونوحاً هدينا'' وفي الآية دلالة على أن الحسن والحسين من ولد رسول الله صلى الله عليه وآله. لان عيسى جعله الله من ذرية إبراهيم أو نوح، وإنما كانت أمه من ذريتهما، '' (viii) یعنی: "پھر فرمایا: ''اسماعیلؑ، یسعؑ، یونسؑ اور لوطؑ'' اور انہی پر عطف کیا ''ابراہیمؑ اور نوحؑ'' کو لہٰذا یہ آیت دلیل ہے کہ حسنؑ و حسینؑ، رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں سے قرار دیا ہے اور فقط اُن کی والدہ ہی ان دونوں انبیاء کی ذریت میں سے تھیں (یعنی اُن کے باپ تو تھے نہیں لہٰذا وہ اپنی والدہ کی جانب سے ذریت ابراہیمؑ کہلائے ہیں پس جس طرح حضرت عیسیٰ نبیؑ، ماں کی جانب سے ذریت ابراہیمؑ ہیں اسی طرح حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام بھی اپنی ماں حضرت فاطمہؑ کی طرف سے ذریت رسول ﷺ ہیں)۔"

اس کے بعد شیخ طوسی اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ جس میں سورہ احزاب کی آیت ۴۰ کو پیش کرکے یہ کہا جاتا ہے کہ اس آیت کے مطابق تو رسول اللہ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں ہیں، لہٰذا وہ کیسے حضرات حسنین شریفین علیہما السلام کے باپ ہوسکتے ہیں۔ اس کے جواب میں وہ سورۂ احزاب کی آیت ۴۰ کے ذیل میں لکھتے ہیں: ''وهي قوله ﴿ ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ﴾ على أنه لم يكن الحسن والحسين عليهما السلام ابنيه، فقد أبعد، لان الحسن والحسين كانا طفلين، كما أنه كان أبا إبراهيم وإنما بقي أن لا يكون أبا للرجال البالغين. '' (ix) یعنی: "اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ''حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں'' تو حسنؑ و حسینؑ بھی آپ ﷺ کے بیٹے نہیں ہوسکتے، لیکن یہ بات بہت

ہی بعید ہے کیونکہ حسن و حسین اُس وقت فقط (نا بالغ) بچے تھے، مرد نہیں تھے جیسا کہ وہ ابراہیم کے باپ تھے،آپؑ فقط بالغ مردوں کے باپ نہیں تھے۔یعنی رجل بالغ مرد کے لئے استعمال ہوتا ہے نہ نا بالغ بچے کے لئے۔"

5) محمد بن علی بن محمد الشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ

مشہور مفسر شوکانی، اپنی تفسیر "فتح القدیر" ج ۲ میں سورۂ انعام کی آیت ۸۹ کے ذیل میں لکھتے ہیں: "وَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَأَبُو الشَّيْخِ عن مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: الْخَالُ وَالِدٌ وَالْعَمُّ وَالِدٌ، نَسَبَ اللَّهُ عِيسَى إِلَى أَخْوَالِهِ فَقَالَ: وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ حَتَّى بَلَغَ إِلَى قَوْلِهِ: وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى. وَأَخْرَجَ أَبُو الشَّيْخِ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: دَخَلَ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَذَكَرَ الْحُسَيْنَ، فَقَالَ الْحَجَّاجُ: لَمْ يَكُنْ مِنْ ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ، فَقَالَ يَحْيَى: كَذَبْتَ، فَقَالَ: لَتَأْتِيَنِّي عَلَى مَا قُلْتَ بِبَيِّنَةٍ، فَتَلَا وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلَى قَوْلِهِ: وَعِيسَى فَأَخْبَرَ اللَّهُ أَنَّ عِيسَى مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ بِأُمِّهِ، فَقَالَ: صَدَقْتَ. وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: أَرْسَلَ الْحَجَّاجُ إِلَى يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ فَقَالَ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ، تَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَقَدْ قَرَأْتُهُ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ فَلَمْ أَجِدْهُ؟ فَذَكَرَ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ." (x)

یعنی: "امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے محمد بن کعب سے روایت کی ہے کہ ماموں اور چچا بھی والد ہوتا ہے، (چونکہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے ماموں سے نسبت دی ہے اور فرمایا ہے "وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ" یہاں تک کہ فرمایا: "وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى"۔ ابو شیخ، حاکم اور بیہقی نے عبدالملک بن عمیر سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا: یحییٰ بن یعمر حجاج کے پاس آیا تو وہاں حسینؑ کا تذکرہ ہوا تو حجاج نے کہا وہ نبی اکرم ﷺ کی ذریت (اولاد) سے نہیں ہیں۔ تو یحییٰ نے (جواب میں) کہا: تم نے جھوٹ بولا ہے، اس پر حجاج نے کہا: تم جو کہتے ہو اس پر کوئی دلیل لاؤ۔ پس اُس نے آیہ مجیدہ "وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ" تا "وعیسیٰ" کی تلاوت کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اُن کی ماں کے ذریعے حضرت آدمؑ کی ذریت میں سے قرار دیا ہے، اس وقت حجاج نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے ابو حرب بن ابوالاسود سے روایت کی ہے کہ: حجاج نے یحییٰ بن یعمر کے پاس مامور بھیجا اور کہا کہ تم خیال کرتے ہو حسن و حسین (علیہما السلام) ذریت نبی ﷺ میں سے ہیں کیا تم اس بات کو کتاب خدا میں پاتے ہو جبکہ میں نے کتاب خدا کو اول سے آخر تک پڑھا ہے، میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں دیکھی پس یحییٰ بن یعمر نے وہی کچھ کہا جو پہلے گذر چکا ہے۔"

6) علامہ محمد جواد مغنیہ مرحوم متوفی ۱۴۰۰ھ

محمد جواد مغنیہ، "تفسیر الکاشف" میں سورۂ آل عمران کی آیت ۶۱ کے ذیل میں عنوان "اھل البیت" کے تحت لکھتے ہیں: "ومما قاله الرازي في تفسير آية المباهلة: «روي أن محمد (ص) لما خرج في المرط الأسود، فجاء الحسن رضي الله عنه فأدخله، ثم جاء الحسين رضي الله عنه فأدخله، ثم فاطمة، ثم علي رضي الله عنهما، ثم قال النبي (ص): (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً) واعلم ان هذه الرواية كالمتفق على صحتها بين أهل التفسير والحديث ثم قال الرازي: ان هذه الآية دالة على ان الحسن والحسين عليهما السلام كانا ابني رسول الله (ص)، وعد أن يدعو أبناءه فدعا الحسن والحسين، فوجب أن يكونا ابنيه، ومما يؤكد هذا قوله تعالى في سورة الانعام: (وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ) إلى قوله: (وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وعيسى) ومعلوم ان عيسى (ع) انما انتسب إلى إبراهيم (ع) بالأم لا بالأب"

یعنی: "فخر رازی نے آیہ مباہلہ کی تفسیر میں کہا ہے: منقول ہے کہ جب حضرت محمد ﷺ سیاہ رنگ کی بغیر سلی چادر کے ساتھ باہر آئے تو حسنؑ آئے پس نبی اکرم ﷺ نے اُنھیں اپنی چادر کے نیچے لے لیا، اس کے بعد جب حسینؑ آئے تو نبی اکرم ﷺ نے اُنھیں بھی چادر کے نیچے لے لیا، اس کے بعد فاطمہؑ اور علیؑ آئے تو پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً"۔

جان لو کہ یہ روایت ،اُن روایات میں سے ہے کہ جن کے صحیح ہونے کے بارے میں مفسرین اور محدثین اتفاق نظر رکھتے ہیں۔اس کے بعد فخر رازی کہتے ہیں : یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حسن اور حسین (علیہما السلام) رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے وعدہ کیا ہے کہ اپنے بیٹوں کو بلائیں، پس حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا۔لہٰذا ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے فرزند ہونا چاہیے۔اس بات کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے بھی ہوتی ہے جو اس نے سورۂ انعام میں فرمایا ہے:" وِمِنْ ذُرِّيَّتِهِ داوُدَ وسُلَيْمانَ" تا " وزَكَرِيَّا ويَحْيى وعِيسى" اور واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فقط اپنی ماں کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہیں نہ باپ کی طرف سے۔(xi)

اس کے بعد علامہ جواد مغنیہؒ سورۂ انعام کی ۸۴ کے ذیل میں "الحسن والحسین ابنا رسول اللّه " کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں :"قال الرازي في تفسیر هذه الآية : انها تدل على ان الحسن والحسين من ذرية رسول اللّه (ص) لأن اللّه تعالى جعل عيسى من ذرية إبراهيم ، مع انه لا ينتسب إلى إبراهيم إلا بالأم . فكذلك الحسن والحسين من ذرية رسول اللّه ، وان انتسبا إليه بالأم . . ..

أما السر في ان الحسن والحسين ابنا رسول اللّه ، مع انهما ليسا من أبنائه لغة . أما هذا السر فيجده الباحث في صفات الحسنين وشمائلهما ، انها عين صفات الرسول الأعظم وشمائله . . وحسب الباحث من سيرة الحسن ان معاوية بن أبي سفيان لم يسعه الملك الذي كان فيه ، وفي الحسن عرق ينبض ، وحسب الباحث من سيرة الحسين ان يزيد بن معاوية ضاقت به الدنيا مع وجود الحسين ، كما ضاقت بأبيه معاوية من قبل ، مع وجود الحسن . " (xii)

یعنی: "فخر رازی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے: یہ آیت حسن وحسین علیہما السلام کے ذریت نبی ﷺ ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے قرار دیا ہے حالانکہ وہ فقط ماں کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ منسوب ہیں۔ اسی طرح حسن وحسین علیہما السلام بھی ماں کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منسوب ہیں۔ کہتے ہیں ابو جعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے حجاج بن یوسف کے سامنے اسی آیت سے استدلال کیا تھا۔

صاحب تفسیر المنار کہتے ہیں : ہم کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں حدیث ابوبکرہ نقل ہوئی ہے کہ جو بخاری کی نظر میں مرفوع حدیث ہے : پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: " ان ابني هذا سيد يعني الحسن "یعنی : میرا یہ بیٹا سید ہے۔جس سے مراد حضرت امام حسنؑ ہیں۔اور کلمہ "ابن" عربوں کے نزدیک بیٹی کے بیٹوں کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔اسی طرح کتاب معرفۃالصحابہ میں حدیث عمر ہے کہ جو ابونعیم سے مرفوعاً نقل ہوئی ہے : تمام اولاد آدم کی نسبت باپ کی طرف سے ہوتی ہے سوائے فاطمہؑ کی اولاد کے کہ میں ان کا باپ ہوں۔لوگ بھی اسی حدیث کے مطابق عمل کرتے تھے اور حضرت فاطمہؑ کے بیٹوں کو رسول اللہ ﷺ کے بیٹے اور آپ ﷺ کی عترت اور اہل بیتؑ کے عنوان سے یاد کرتے تھے۔

اس بات کا مطلب یہ ہے کہ لغوی اعتبار سے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے شمار نہیں ہوتے، لیکن شرعی لحاظ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" أنا أبوهم وعصبتهم "یعنی : میں ان کا باپ ہوں اور وہ مجھ سے منسوب ہیں۔اسی طرح وہ (حسن وحسین) عرف کی نظر میں بھی رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں کیونکہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ جناب فاطمہؑ کے بیٹوں کو "ابن رسول اللہ اور عترت واہل بیت رسول" کہتے تھے۔شیعہ اور سنی علما اس بات پر متفق ہیں کہ الفاظ کے معانی کے بارے میں لغت اور عرف پر شرع مقدم ہے، کیونکہ شارع حکیم، لوگوں کو اُسی چیز سے مخاطب کرتی ہے کہ جو اُن کے اذہان میں تبادر کرتی ہے نہ اس چیز سے کہ جو لغت اور فرہنگ ناموں میں لکھی جاتی ہے۔مثلاً اگر کوئی لفظ کسی آیت یا روایت میں آیا ہو اور ہم اس لفظ کے معنیٰ کے لئے کتاب وسنت میں کوئی خاص تفسیر پالیں تو یہ لفظ اسی خاص معنیٰ پر حمل کیا جائے گا اور عرفی اور لغوی معنیٰ کو چھوڑ دینا چاہیے۔اور اگر اس لفظ کے لئے کتاب وسنت میں ہمیں کوئی خاص

تفسیر نہیں ملتی تو اُسے ہمیں اسی معنیٰ پر حمل کرنا چاہیے کہ جس پر لوگ اُسے حمل کرتے اور سمجھتے ہیں، اسی کو عرفی معنیٰ کہتے ہیں۔ اور اگر لوگوں کو اس سے کوئی خاص معنیٰ سمجھ نہ آیا تو پھر اسے لغت اور فرہنگ ناموں میں لکھے گئے معانی پر حمل کرنا پڑے گا۔

بنابریں سب سے پہلے شرعی معنیٰ، اس کے بعد عرفی معنیٰ اور تیسرے مرحلے میں لغوی معنیٰ قرار پاتا ہے۔ شرعی اور عرفی لحاظ سے ثابت ہے کہ حسن و حسین علیہماالسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ہیں پس ہمیں یہی معنیٰ لینا چاہیے اور لغوی معنیٰ کو چھوڑ دینا چاہیے چونکہ شرع اور عرف لغت پر حاکم ہیں۔

البتہ حسن و حسین علیہماالسلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ہونے کا فلسفہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ لغوی اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے نہیں ہیں لیکن ہر محقق یہ نکتہ سمجھ سکتا ہے کہ ان دونوں شہزادوں کی صفات بعینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات ہیں۔ سیرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں تحقیق کرنے والوں کے لئے یہی بات کافی ہے، اُن کے ہوتے ہوئے یزید بن معاویہ پر دنیا تنگ ہو گئی تھی جس طرح امام حسن علیہ السلام کی موجودگی میں یزید کے باپ پر دنیا تنگ ہو چکی تھی۔" (xiii)

7) فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ

فخر الدین رازی اپنی "التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب)" میں سورہ آل عمران کی آیت ۶۱ کے ذیل میں لکھتے ہیں: "الْمَسْأَلَةُ الرَّابِعَةُ: هَذِهِ الْآيَةُ دَالَّةٌ عَلَى أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَانَا ابْنَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَدَ أَنْ يَدْعُوَ أَبْنَاءَهُ، فَدَعَا الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، فَوَجَبَ أَنْ يَكُونَا ابْنَيْهِ، وَمِمَّا يُؤَكِّدُ هَذَا قَوْلُهُ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ داوُدَ وَسُلَيْمانَ [الْأَنْعَامِ: 84] إِلَى قَوْلِهِ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيى وَعِيسى [الْأَنْعَامِ: 85] وَمَعْلُومٌ أَنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا انْتَسَبَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْأُمِّ لَا بِالْأَبِ، فَثَبَتَ أَنَّ ابْنَ الْبِنْتِ قَدْ يُسَمَّى ابْنًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ." (xiv)

یعنی: "چوتھا مسئلہ: یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حسن و حسین (علیہما السلام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے تھے کیونکہ قرار یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنھیں اپنے بیٹوں کے عنوان سے بلائیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن و حسین کو بلایا۔ پس ضروری ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ہی ہوں۔ اسی مطلب پر سورۂ انعام میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی تاکید کرتا ہے جس میں فرمایا: "وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ داوُدَ وَسُلَيْمانَ" تا "وَزَكَرِيَّا وَيَحْيى وَعِيسى" اور یہ واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ فقط ماں کی طرف سے منسوب ہیں نہ باپ کی جانب سے۔ پس ثابت ہو گیا کہ بیٹی کا بیٹا بھی بیٹا ہی کہلاتا ہے۔ واللہ اعلم۔"

پھر فخر الدین رازی سورہ انعام کی آیت ۸۶ کے ذیل میں لکھتے ہیں: "الْمَسْأَلَةُ الْخَامِسَةُ: الْآيَةُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ رَسُولِ اللَّه صلّى اللَّه عليه وآله وَسَلَّمَ، لِأَنَّ اللَّه تَعَالَى جَعَلَ عِيسَى مِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ مَعَ أَنَّهُ لَا يَنْتَسِبُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ إِلَّا بِالْأُمِّ، فَكَذَلِكَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّه عليه وآله وسلّم، وإن انْتَسَبَا إِلَى رَسُولِ اللَّه بِالْأُمِّ وَجَبَ كَوْنُهُمَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ، وَيُقَالُ: إِنَّ أَبَا جَعْفَرٍ الْبَاقِرَ اسْتَدَلَّ بِهَذِهِ الْآيَةِ عِنْدَ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ." (xv)

یعنی: "پانچواں مسئلہ: یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حسن و حسین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت اور اولاد میں سے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے قرار دیا ہے حالانکہ وہ فقط ماں کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ سے منسوب تھے، پس اسی طرح حسن و حسین (علیہما السلام) بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت ہیں، کیونکہ یہ دونوں ماں کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہیں پس ان کو دونوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت ہونا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے حجاج کے سامنے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔"

8) فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸ق)

شیخ طبرسی، مجمع البیان فی تفسیر القرآن میں سورۂ انعام کی آیت ۸۵ کے ذیل میں لکھتے ہیں: " وإذا جعل الله سبحانه عيسى من ذرية إبراهيم (عليه السلام) أو نوح ففي ذلك دلالة واضحة وحجة قاطعة على أن أولاد الحسن والحسين (عليهما السلام) ذرية رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلّم) على الإطلاق وإنهما ابنا رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلّم) وقد صح في الحديث أنه قال لهما (عليهما السلام) ابناي هذان إمامان قاما أو قعدا وقال للحسن (عليه السلام) أن ابني هذا سيد وإن الصحابة كانت تقول لكل منهما ومن أولادهما يا ابن رسول الله "یعنی؛جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے قرار دیا ہے تو یہ اس بات کی واضح دلیل اور قاطع حجت ہے کہ حسن وحسین علیہما السلام کی اولاد بطور مطلق رسول اللہ ﷺ کی ذریت ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں (شہزادے) رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں اور صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں (حسن وحسین علیہما السلام) کے لئے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے امام ہیں خواہ قیام کریں یا قیام نہ کریں۔ اور امام حسن علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: میرا یہ بیٹا سید وسردار ہے۔اور صحابہ کرامؓ ان دونوں کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے: "یابن رسول اللہ" (اے رسول اللہ کے بیٹے) کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔(xvi)

9) وہبۃ بن مصطفیٰ الزحیلی الدمشقی متوفی ۲۰۱۵ء

"التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج" کے مؤلف وہبۃ بن مصطفیٰ الزحیلی، سورہ آل عمران کی آیت ۶۱ کے ذیل میں لکھتے ہیں: " ودلّ قوله تعالى: نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ، وقوله صلّى الله عليه وسلّم في الحسن: "إنّ ابني هذا سيّد" (xvii) على خصوصية تسمية الحسن والحسين: ابني النّبي صلّى الله عليه وسلّم دون غيرهما، لقوله عليه الصلاة والسلام: "كل سبب ونسب ينقطع يوم القيامة إلا نسبي وسببي" (xviii)،(xix)

یعنی؛ نبی اکرم ﷺ کا حسن بن علیؑ کے بارے میں فرمان ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ خصوصا! حسن وحسین کو ہی نبی اکرم ﷺ کے بیٹے کہا جاتا ہے کسی اور کو نہیں۔چونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے "قیامت کے دن ہر رشتہ اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے نسب اور رشتے کے۔

پھر تفسیر المنیر کے مؤلف سورۂ انعام کی آیت ۸۶ کے ذیل میں لکھتے ہیں: " وفي ذكر عيسى عليه السلام في ذرية إبراهيم، أو نوح على القول الآخر دلالة على دخول ولد البنات في ذرية الرجل لأن عيسى عليه السلام إنما ينسب إلى إبراهيم عليه السلام من طريق أمه «مريم» فإنه لا أب له. ومثل ذلك دخول الحسن والحسين رضي الله عنهما في ذرية النّبي صلّى الله عليه وسلّم وهما أولاد فاطمة رضي الله عنها لما ثبت في صحيح البخاري أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال للحسن بن علي: «إن ابني هذا سيد، ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين"۔فسماه ابنا، فدل على دخوله في الأبناء "۔(xx)

یعنی: " حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم یا حضرت نوح علیہما السلام کی ذریت میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ بیٹوں کا بیٹا بھی انسان کی ذریت میں سے ہوتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فقط اپنی ماں حضرت مریم علیہا السلام کی جانب سے حضرت ابراہیمؑ سے منسوب تھیں چونکہ اُن کے والد نہیں تھے۔اسی طرح حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھی ذریت النبی ﷺ میں داخل ہیں جبکہ وہ دونوں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی کے بارے مین فرمایا: میرا یہ بیٹا سید وسردار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا، لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو بیٹا کہا ہے، پس وہ (نبی اکرم ﷺ) کے بیٹوں میں سے ہیں۔

10) علامہ محمد حسین طباطبائی متوفی ۱۹۸۱ء

علامہ طباطبائی ''المیزان فی تفسیر القرآن'' سورۂ انعام ۸۵ کے ذیل میں لکھتے ہیں : '' قوله تعالی: (وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ) تقدّم الكلام في معنى الإحسان و الصلاح فيما سلف من المباحث و في ذكر عيسى بين المذكورين من ذرّيّة نوح عليهما السلام و هو إنّما يتّصل به من جهة أُمّه مريم دلالة واضحة على أنّ القرآن الكريم يعتبر أولاد البنات و ذرّيّتهن أولاداً و ذرّيّة حقيقة. و قد تقدّم استفادة نظير ذلك من آية الإرث و آية محرّمات النكاح. و للكلام تتمّة ستوافيك في البحث الروائيّ الآتي إن شاء الله تعالى '' ۔ (xxi)

یعنی ؛ہم نے آیہ مجیدہ: ''وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ '' (کے ذیل میں) گزشتہ مباحث میں '' احسان '' و '' صلاح '' کے بارے میں بحث کی ہے۔ یہ جو قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ذریت نوحؑ میں شمار ہونے والوں میں سے قرار دیا ہے تو اس سے یہ بات واضح طور پر سمجھ آتی ہے کہ قرآن کریم بیٹی کی اولاد کو بھی حقیقی ذریت جانتا ہے۔ چونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہ جو فقط ماں کی طرف سے حضرت نوح علیہ السلام سے متصل ہوتے ہیں، ذریت نوح میں سے نہ کہا جاتا۔ نیز اسی قسم کی بات ارث اور محرمات نکاح کی سابقہ آیات سے بھی سمجھی جا سکتی ہے۔ البتہ اس باب میں کچھ اور مطالب بھی ہیں جو انشاء اللہ آئندہ روائی بحث میں بیان کئے جائیں گے۔''

پھر اسی آیت کی '' بحث روائی '' میں علامہ طباطبائیؒ ''اسلام کا بیٹیوں کی اولاد کو ذریت قرار دینا'' کے عنوان سے لکھتے ہیں : '' و في الكافي، مسنداً و في تفسير العيّاشيّ، مرسلاً عن بشير الدهّان عن أبي عبدالله عليه السلام قال: و الله لقد نسب الله عيسى بن مريم في القرآن إلى إبراهيم من قبل النساء ثمّ تلا: (وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ) إلى آخر الآية و... و أُورد عليه: أنّه ليس له أب يصرف إضافته إلى الأُمّ إلى نفسه فلا يظهر قياس غيره عليه في كونه ذرّيّة لجدّه من الأُمّ و تعقّب بأنّ مقتضى كونه بلا أب أن يذكر في حيّز الذرّيّة. و فيه منع ظاهر و المسألة خلافيّة. و الذاهبون إلى دخول ابن البنت في الذرّيّة يستدلّون بهذه الآية. و بها احتجّ موسى الكاظم رضي الله عنه على ما رواه البعض عند الرشيد۔'' (xxii)

یعنی: '' کافی میں سند کے ساتھ اور تفسیر عیاشی میں بغیر سند کے بشیر بن دہان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب کو ماں کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب قرار دیا ہے اس کے بعد امام علیہ السلام نے آیہ مجیدہ: '' وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ '' کی آخر تک اور بعد والی آیت کی لفظ ''عیسیٰ '' تک تلاوت فرمائی۔

تفسیر عیاشی میں ابی حرب ، ابی الأسود سے روایت کی گئی ہے کہ حجاج نے ایک مامور کو یحییٰ بن معمر کے پاس بھیجا کہ میں نے سنا ہے تو حسن و حسین کو رسول اللہ ﷺ کے بیٹوں میں سے قرار دیتا ہے، کیا تمہارے پاس قرآن کی آیات میں سے کوئی دلیل ہے؟ حالانکہ میں نے قرآن کو اول سے آخر تک پڑھا ہے مجھے تو کوئی ایسی بات نہیں ملی؟ یحییٰ بن یعمر نے جواب میں کہا: کیا تم نے سورۂ انعام کو پڑھا اور اس میں یہ آیت پڑھی ہے کہ جس میں فرمایا ہے: '' وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ ''؟ (حجاج نے) کہا: ہاں میں نے یہ آیت پڑھی ہے۔ یحییٰ نے کہا: کیا ایسا نہیں کہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں قرار دیا گیا ہے حالانکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی اولاد میں سے نہیں تھے؟

مؤلف: اسی روایت کو سیوطی نے نیز '' الدر المنثور '' (4) میں ابن ابی حاتم اور ابی الحرب بن ابی الأسود سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح الدر المنثور میں ہی ہے کہ ابو الشیخ و حاکم و بیہقی نے عبد الملک بن عمیر سے نقل کیا ہے کہ ایک دن یحییٰ بن معمر حجاج کے پاس آیا تو اس کے ساتھ گفتگو کے دوران حسین بن علی (علیہ السلام) کا تذکرہ ہو تو حجاج نے کہا: حسین بن علی ذریت پیغمبرؐ میں سے نہیں ہیں۔ یحییٰ نے جواب میں کہا: تم جھوٹ کہتے ہو، تو حجاج نے کہا اگر تم سچ کہتے ہو تو دلیل بیان کرو۔ اس وقت یحییٰ نے یہ آیت تلاوت کی : (وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ ---وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ) ۔اور پھر کہا: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماں کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ منسوب ہونے کے باوجود، اُن کی ذریت میں قرار دیا ہے۔ (اس وقت) حجاج کو مجبوراً اُس کی اس بات قبول کرنا پڑی۔

مؤلف : آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں ”و عیسی۔۔۔الخ کے ذیل میں کہا ہے : یہ جو قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں شمار کیا ہے خود اس بات کی دلیل ہے کہ ذریت بیٹی کی اولاد کو بھی کہتے ہیں۔چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے والد نہیں تھے، وہ فقط ماں کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب اور متصل ہیں نہ کہ باپ کی طرف سے۔اور اگر کو اعتراض کرے کہ ہر بیٹی کی اولاد ذریت ہوتی ہے بلکہ فقط حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی والد نہ ہونے کی وجہ سے (ماں کی طرف سے) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہیں۔ اور یہ بھی اس لئے کہ قرآن مجید نے اُنہیں ذریت ابراہیمؑ میں سے قرار دیا ہے ۔اسکا جواب بالکل واضح ہے البتہ اس مسئلے کے بارے مین اختلاف نظر پایا جاتا ہے لیکن جس نے بھی بیٹی کے بیٹوں کو ذریت قرار دیا ہے،اُس نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔ جیسا کہ بعض روایات کے مطابق حضرت امام موسی کاظمؑ نے ہارون الرشید کے جواب میں اسی آیہ مجیدہ سے استدلال کیا ہے۔“

اس کے بعد علامہ طاطبائیؒ نے تفسیر کبیر میں سے فخر رازی کے استدلال کو نقل کیا اور حجاج کا واقعہ ذکر کیا اور اس سلسلے میں خود علامہ فخر رازی کی نظر یہ بھی نقل کیا جس کے مطابق بیٹی کی اولاد بھی ذریت میں شامل ہے۔(xxiii)

11) شیخ محسن قرائتی متولد۱۹۴۶ء

شیخ محسن قرائتی تفسیر نور آیت ۸۵ تا ۸۷ کے ذیل میں لکھتے ہیں:”ذریت“ اس اولاد کو کہتے ہیں جو باپ کی طرف سے کسی انسان کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ اگرچہ حضرت عیسیٰ کے والد نہیں تھے اور وہ صرف ماں کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب تھے لیکن اس آیت میں انہیں بھی ابراہیم کی ذریت میں شمار کیا گیا (ومن ذریة۔۔۔وعیسیٰ)۔

روایات میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہم السلام نے بھی اسی آیت کو سند بنا کر اہلبیت اطہار علیہم اسلام کو جو ماں کی طرف سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچتے ہیں ذریت رسول اور اولاد رسول بتایا ہے۔ (تفسیر نورالثقلین جلد اول ص ۷۴۳۔)اور فخر رازی نے بھی اپنی تفسیر جلد ۱۳ ص ۶۶ میں اسی نکتہ کو قبول کیا ہے۔اور صحیح بخاری میں بھی حضرت ابوبکر سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی "ذریت" کا لفظ حضرت امام حسن علیہ السلام کے لئے استعمال کیا ہے۔ “(xxiv)

12) آیت اللہ مکارم شیرازی متولد ۱۳۴۵ھ

تفسیر نمونہ کے مفسرین سورۂ آل عمران کی آیت ۶۱ کے ذیل میں لکھتے ہیں:” شیعہ اور سنی مفسرین اور محدثین نے تصریح کی ہے کہ " آیۂ مباہلہ" اہل بیتِ رسولؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور رسول (ﷺ) جن افراد کو اپنے ہمراہ وعدہ گاہ کی طرف لے گئے تھے وہ صرف ان کے بیٹے امام حسن(علیہ السلام) اور امام حسین (علیہ السلام)، ان کی بیٹی فاطمہ زہرا (علیہا السلام) اور حضرت علی علیہ السلام تھے، اس بناء پر آیت میں ”ابنائنا “سے مراد صرف امام حسن (علیہ السلام) اور حسین (علیہ السلام) ہیں۔” نسائنا“ سے مراد جناب فاطمہ (علیہ السلام) ہیں اور ” انفسنا “ سے مراد صرف حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

اس سلسلے میں بہت سی احادیث نقل ہوئی ہیں۔اہل سنت کے بعض مفسرین جو بہت کم تعداد میں ہیں اس سلسلے میں وارد ہونے والی احادیث کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے۔مثلاً مؤلفِ ” المنار“ نے اس آیت کے ذیل میں کہا ہے : یہ تمام روایات شیعہ طریقوں سے

مروی ہیں۔اس کا مقصد معین ہے۔انہوں نے ان احادیث کی نشر و اشاعت اور ترویج کی کوشش کی ہے ، جس سے بہت سے علماء اہل سنت کو بھی اشتباہ ہو گیا ہے۔
لیکن اہل سنت کی بنیادی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے تو وہ نشاندھی کرتی ہیں کہ ان میں سے بہت سے طریقوں کا شیعوں یا ان کی کتابوں سے ہر گز کو تعلق نہیں اور اگر اہل سنت کے طریقوں سے مروی ان احادیث کا انکار کیاجائے تو ان کی باقی احادیث اور کتب بھی درجۂ اعتبار سے گر جائیں گی۔ اس حقیقت کو زیادہ واضح کرنے کے لئے اہل سنت کے طریقوں سے کچھ روایات ہم یہاں پیش کریں گے۔قاضی نو ر اللہ شوستری اپنی کتابِ نفیس " احقاق الحق " کی جلد سوم طبع جدید صفحہ ۴۶ پر لکھتے ہیں:
" مفسرین اس سلسلے میں متفق ہیں کہ " ابنائنا " سے اس آیت میں امام حسن (علیہ السلام) اور امام حسین (علیہ السلام) مراد ہیں ، " نسائنا" سے حضرت فاطمہ (علیہ السلام) مراد ہیں اور ' ' انفسنا" میں حضرت علی (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔" اس کے بعد کتاب مذکور کے حاشیہ پر تقریباًساٹھ بزرگان اہل سنت کی فہرست دی گئی ہے جنہوں نے تصریح کی ہے کہ آیت مباہلہ اہل بیتِ رسول کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ان کے نام اور ان کی کتب کی خصوصیات صفحہ ۴۶ سے لے کر صفحہ ۷۶ تک تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔(xxv)
" غایۃ المرام " میں " صحیح مسلم " کے حوالے سے لکھا ہے :ایک روز معاویہ نے سعد بن ابی اقاص سے کہا : تم ابو تراب،(علی (علیہ السلام)کو سب و شتم کیوں نہیں کرتے۔وہ کہنے لگا :جب علی (علیہ السلام) کے بارے میں پیغمبر کی کہی ہوئی تین باتیں مجھے یاد آئی ہیں ، میں نے اس کام سے صرف نظر کرلیا ہے۔ان میں سے ایک یہ تھی کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو پیغمبر نے صرف فاطمہ (علیہ السلام) حسن (علیہ السلام) اور حسین(علیہ السلام) اور علی (علیہ السلام) کو دعوت دی۔اس کے بعد فر،مایا" اللھم ھٰولاء اھلی " یعنی خدایا ! یہ میرے نزدیکی اور خواص ہیں۔

بیٹی کی اولاد

آیہ مباہلہ سے ضمنی طور پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیٹی کی اولاد کو بھی " ابن " (بیٹا) کہا جاتا ہے۔زمانہ جاہلیت میں اس کے بر عکس مرسوم تھا کہ صرف بیٹے کی اولاد کو اپنی اولاد سمجھا جاتا اور کہا جاتا تھا کہ :

بنونا بنو ابنائنا وبناتنا　　　　بنوھنّ ابناء الرجال الاّ باعد

یعنی ہماری اولاد تو فقط ہمارے پوتے ہیں رہے ہمارے نواسے تو وہ دوسروں کی اولاد ہیں نہ کہ ہماری۔
بیٹوں اور عورتوں کو انسانی معاشرے کا حقیقی حصّہ سمجھنے کی طرز فکر بھی اسی غلط سنّتِ جاہلیت کی پیدا وار تھی۔وہ عورتوں کو اپنی اولاد کی نگہدارہ کے لئے فقط ظرف سمجھتے تھے۔جیسا کہ ان کے شاعر نے کہا ہے:

ے و انّما امّھات الناس اوعیۃ مستودعات و للانساب آباء

یعنی: "لوگوں کی مائیں ان کی پرورش کے لئے ظرف کی حیثیت رکھتی ہیں۔اورنسب کے لئے تو صرف باپ ہی پہچانے جاتے ہیں۔
اسلام نے اس طرز فکر کی شدید نفی کی اور اولاد کے احکام پوتوں اور نواسوں پر ایک ہی طرح سے جاری کئے۔سورہ انعام آیہ ۸۴ اور ۸۵ میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد کے بارے میں ہے :'' ومن ذرّیّتہ داود و سلیمان و ایّوب و یوسف و موسیٰ و ھارون و کذالک نجزی المحسنین و زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس کلّ من الصالحین ''۔ یعنی :اولاد ابراہیم میں سے داوٗد ، سلیمان ، ایوب ،یوسف، موسیٰ اور ہارون

تھے اور اس طرح ہم نیک لوگوں کو جزاء دیتے ہیں ، نیز زکریا ، یحییٰ اور عیسیٰ (علیہ السلام)(بھی تھے) جو سب کے سب صالحین میں سے تھے۔"

اس آیت میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد میں سے شمار کیا گیا ہے حالانکہ وہ بیٹی کی اولاد تھے اور جو شیعہ سنّی روایات امام حسن (علیہ السلام) اور امام حسین (علیہ السلام) کے بارے میں مذکور ہیں ان میں بارہا " ابن رسول اللہ " (فرزند رسول) کا لفظ ان کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

وہ آیات جن میں ایسی عوتوں کا ذکر ہے جن سے نکاح حرام ہے ان کے لئے فرمایا گیا ہے: "وحلائل ابنائکم "۔یعنی ... تمہارے بیٹوں کی بیویاں ۔ لہٰذافقہائے اسلام کے درمیان یہ مسئلہ مسلم ہے کہ بیٹوں، پوتوں اور نواسوں کی بیویاں انسان پر حرام ہیں اور وہ سب مندرجہ بالا آیت میں داخل ہیں"۔(xxvi)

خلاصہ یہ کہ مذکورہ آیات کے ذیل میں مفسرین قرآن کے استدلال اور اقوال سے واضح ہو جاتا ہے کہ نہ فقط شیعہ مفسرین بلکہ بعض اہل سنت مفسرین اور علماء بھی امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو رسول اللہ ﷺ کی ذریت اور اولاد سمجھتے ہیں۔یہ بات ایک شرعی اور عرفی حقیقت سمجھی جاتی ہے، کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی اور بعد میں آنے والے تمام ادوار میں مسلمان علماء اور عوام جناب حسنین شریفین علیہما السلام کو آنحضرت ﷺ کا بیٹا ہی قرار دیتے رہے ہیں اور اسی عنوان سے یاد کرتے ہیں۔آخر میں اس موضوع کی تائید میں دو احادیث بھی نقل کی جاتی ہیں۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ان دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا:"ھذان ابنای من احبھما فقد احبنی" یعنی: "حسن و حسین میرے دو بیٹے ہیں جس نے بھی ان سے محبت کی ،اُس نے مجھ سے محبت کی ہے"۔(xxvii)

ایک دوسری حدیث میں فرمایا:"ان ابنی ھذین ریحانتی من الدنیا "۔یہ میرے دو بیٹے دنیا میں میرے دو (ریحانہ) پھول ہیں۔(xxviii)

*****

حوالہ جات

---

i۔احزاب:۲۱

ii ۔آل عمران: ۶۱۔

iii ۔انعام: ۸۴تا۸۷۔

iv۔بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، فتن باب ۲۰ ،حدیث نمبر ۷۱۰۹و صلح باب ۹،حدیث نمبر ۲۷۰۴

v۔ابن کثیر،اسماعیل بن عمر، تفسیر قرآن العظیم ،دار طیبہ للنشر والتوزیع،مکہ مکرمہ، ۱۴۲۰ھ ،ج ۳،ص۲۹۸ سورۂانعام: ۸۶

vi۔سیوطی، جلال الدین،الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ج۳،ص ۳۱۱

vii۔قرشی، سید علی اکبر، تفسیر احسن الحدیث ،ج ۳، ص ۲۶۴ ،بنیاد بعثت، تہران ۱۳۷۷ش

viii۔ طوسی، محمد بن حسن ،التبیان فی تفسیر القرآن،احیاالتراث العربی، بیروت ،بی تا ،ج ۴، ص ۱۹۴

ix۔طوسی، محمد بن حسن ،التبیان فی تفسیر القرآن،ج ۸، ص ۳۴۶

x۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد ، فتح القدیر، دار الوفاء ، بیروت ،بی تا، ج ۲، ص ۱۹۴

xi۔مغنیہ، محمد جواد، تفسیر کاشف، دار الانوار، بیروت ،الطبعۃالرابعۃ،ج ۲، ص ۷۸

xii۔ مغنیہ، جواد، التفسیر الکاشف، دار الانوار، بیروت، ج ۳، ص ۲۱۹

xiii ۔ ایضاً، تفسیر کاشف، ج ۳، ص ۲۱۹۔

xiv۔ فخر الدین رازی، محمد، تفسیر کبیر، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۱ھ، ج ۸، ص ۲۸۴

xv۔ ایضاً ج ۱۳، ص ۵۴

xvi۔ طبرسی، تفسیر مجمع البیان، ج ۴، س ۵۱۱

xvii۔ رواہ اِحمد والبخاری وِاصحاب السنن إلا ابن ماجہ عن اِبی بکرة

xviii۔ رواہ الطبرانی والحاکم والبیہقی عن عمر

xix۔ وہبۃ بن مصطفیٰ الزحیلی التفسیر المنیر فی العقیدة والشریعۃ والمنہج، ج ۳، ص ۲۴۹

xx۔ وہبۃ بن مصطفیٰ الزحیلی التفسیر المنیر فی العقیدة والشریعۃ والمنہج، ج ۷، ص ۲۷۹، دار الفکر المعاصر - بیروت، دمشق، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۴۱۸ ھ

xxi۔ طباطبائی، محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، موسسۃ الاعلمی، بیروت، ۱۴۱۷ھ الطبعۃ الاولی، ج ۷، ص ۲۵۱

xxii۔ طباطبائی، محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، موسسۃ الاعلمی، بیروت، ۱۴۱۷ھ الطبعۃ الاولی، ج ۷، ص ۲۷۰

xxiii۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: طباطبائی، محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن ج ۷، ص ۲۷۱ تا ۲۷۴

xxiv۔ قرائتی، محسن، تفسیر نور، مرکز فرہنگی درسھای از قرآن، تہران، ج ۳، ص ۵۲۹

xxv۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، دار الکتب اسلامیہ، تہران، ج ۲، ص ۳۵۱

xxvi۔ شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، دار الکتب اسلامیہ، تہران، ج ۲، ص ۳۵۵

xxvii۔ ابن عساکر، تاریخ مدینہ، ترجمہ الامام الحسین (علیہ السلام)، ص ۵۹، ح ۱۰۶، طبع بیروت۔

xxviii۔ ایضاً، ص ۶۲، حدیث نمبر ۱۱۲